تقریر بابت اخلاقیات
وقت5-7منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

ہمسائے کے حقوق

اللہ تعالیٰ ہمسایوں کے ساتھ احسان کے سلوک کی تاکید کرتے ہوئے قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَمَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا (النساء:37)

اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔

اِک شجر پیار کا ایسا بھی لگایا جائے
جس کا ہمسائے کے آنگن میں بھی سایہ جائے

معزز سامعین! آج مجھے ہمسائے کے حقوق پر گفتگو کرنی ہے۔اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کو انسانوں سے آباد کیا،ان کے آپس میں رشتے قائم کئے،باہم ایک دوسرے کے ساتھ ضرورتیں وابستہ کیں،حقوق و فرائض کا ایک کامل نظام عطا فرمایا۔انسان کا اپنے گھر والوں کے علاوہ سب سے زیادہ واسطہ و تعلق اپنے پڑوسیوں سے ہوتا ہے۔حتیٰ کہ رشتہ داروں سے بھی زیادہ۔حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات وہدایات میں ہمسائیگی کے تعلق کو بڑی عظمت بخشی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں جبریلؑ ہمیشہ مجھے پڑوسی سے حُسنِ سلوک کی تاکید کرتا آرہا ہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں وہ اسے وارث ہی نہ بنا دے۔

(بخاری کتاب الادب باب الوصایا بالجار)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمسائیوں کی خدمت بلا تفریق مذہب وملت فرمایا کرتے تھے،خواہ ہمسایہ کا تعلق کسی بھی مذہب اور دین سے ہو وہ آپؐ کی شفقتوں کا مورد ہی رہا۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے کس طرح معلوم ہو کہ مَیں اچھا کر رہا ہوں یا بُرا کر رہا ہوں-حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم بڑے اچھے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا طرزِ عمل اچھا ہے اور جب تم پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم بڑے بُرے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا رویہ بُرا ہے۔

(ابن ماجہ ابواب الذھد باب ثناء الحسن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو ہدایت فرمائی کہ اے ابوذر!جب تم کبھی اچھا سالن پکاؤ تو اس کا شوربا کچھ زیادہ کر لیا کرو اور اپنے پڑوسی کا بھی خیال رکھو یعنی کسی نہ کسی پڑوسی کو بھی اس میں سے سالن بھجواؤ۔

(مسلم کتاب البر و الصلۃ)

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انسانیت پر احسانِ عظیم ہے کہ آپؐ کے طفیل دنیا کو ایسی پاک اور کامل تعلیم عطا ہوئی۔ آپؐ نے انسانیت کی جھولی میں اخلاقِ عظیم کے جواہرات بھرے، مظلوم کو ظالم سے نجات دلائی، جو آپس میں غضبناک تھے انہیں رحم کرنے والا بنایا، سراپا گفتار کو کردار کا غازی بنایا۔ ایک غیر مسلم شاعر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح خراج عقیدت پیش کیا۔

مرے سینے کی دھڑکن ہیں میری آنکھوں کے تارے ہیں
سہارا بے سہاروں کا خدا کے وہ دُلارے ہیں
سبق تم نے محبت کا ہر اک انساں کو سکھلایا
مُقدس راستہ دے کر دین دنیا میں پھیلایا

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نفرتوں اور عداوتوں کے لامتناہی صحرا میں اخوت، محبت، مروّت اور خلوص کے حیات بخش گلستان آباد کئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمسایہ کے حقوق کی تعیین و تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب پڑوسی کسی مدد کا طلبگار ہو تو اس کی مدد کرو، جب وہ قرض مانگے تو اسے حسبِ توفیق قرض دو، جب اسے کوئی ضرورت ہو تو اس کی ضرورت پوری کرو۔ جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کو جاؤ، اس کی خوشی پر اسے مبارکباد دو، اس کے رنج اور دکھ میں اس سے تعزیت کرو، اس کی وفات کے وقت اس کے جنازہ میں شامل ہو کر اس کے لئے دعا کرو، اپنا مکان اس طرز پر نہ بناؤ کہ پڑوسی کے لئے پریشانی کا موجب ہو، کوئی خوشبودار کھانا بناؤ جس کی خوشبو پڑوسی کے گھر جا رہی ہو تو پھر اسے بھی کچھ کھانا بھجواؤ، اگر پھل خرید کر گھر لاؤ تو پڑوسی کو بھی کچھ حصہ دو اور اپنے بچوں کو کھانے پینے کی چیزیں اس انداز میں نہ دو جو پڑوسی کے بچوں کے لئے دکھ کا باعث ہوں یا اس کے گھر بھی کچھ بھجوا دو۔

(الترغیب والترھیب از امام منذری جلد 3 صفحہ 355)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہے۔ خدا کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہے۔ خدا کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہے۔ آپؐ سے پوچھا گیا۔ یا رسول اللہؐ! کون مومن نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں اور اس کے اچانک واروں سے محفوظ نہ ہو۔

(بخاری کتاب الادب)

یہ روایت یوں بھی بیان ہوئی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ ایمان نہیں رکھتا۔ خدا کی قسم! وہ ایمان نہیں رکھتا۔ خدا کی قسم! وہ ایمان نہیں رکھتا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! کون (ایمان نہیں رکھتا)؟ اس پر آپؐ نے فرمایا: وہ شخص (ایمان نہیں رکھتا) جس کے شر سے اس کا ہمسایہ امن میں نہیں ہے۔

(ریاض الصالحین باب حق الجار و الوصیة بہ)

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: قیامت کے دن پہلا اختلاف جو خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہو گا وہ دو ہمسایوں کا ہو گا۔

(المشکوۃ المصابیح باب الشفقة والرحمة علی الخلق)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! فلاں عورت اپنی کثرتِ نماز، کثرتِ صیام اور کثرتِ صدقات کی وجہ سے مشہور ہے۔ مگر وہ اپنی زبان سے اپنے ہمسایوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ دوزخی ہے۔ اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! فلاں عورت اس بات میں مشہور ہے کہ وہ روزے کم رکھتی ہے، صدقات کم دیتی ہے اور نمازیں کم پڑھتی ہے۔ وہ پنیر کے ٹکڑے صدقہ میں دیتی ہے اور اپنے ہمسایوں کو زبان سے تکلیف نہیں دیتی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ عورت جنت میں جائے گی۔ (احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 440)

سامعین! حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسائیگی کے معنوں کو بہت وسعت دی۔ کبھی اس کا دائرہ چالیس گھروں تک بڑھایا، کبھی ساتھ بیٹھنے والوں، ساتھ کام کرنے والوں، ہم مکتبوں اور ہم سفروں کو بھی پڑوسی قرار دیا تو کبھی ساتھ کے شہر والوں، ساتھ کے قبیلہ والوں اور ساتھ کے ملک والوں کو بھی پڑوسیوں میں شمار فرمایا اور مدینہ کی ریاست کے قیام کے بعد اس کے عملی نمونے دکھائے۔ آپؐ نے جہاں ہمسائیوں کے حقوق کی ادائیگی کا درس دیا وہاں اپنے عمل سے اس نیک اور معاشرتی کام کو اسوہ حسنہ بنادیا۔ آپ کے سب سے قریبی ہمسائے اصحابِ صفہ تھے جو مسجد نبوی کے ایک چھپر اور چبوترا میں جگہ بنائے بیٹھے تھے، کیونکہ وہ محبتِ ایمان اپنے گھروں کو خیر باد کہہ کر یہیں آباد ہوگئے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی چیز میسر ہوتی یا تحفۃً آپ کی خدمت میں پیش کی جاتی تو آپؐ ضرور اپنے ان غریب ہمسایوں کو اس میں شریک فرماتے۔

(مجمع الزوائد لامام ھیثمی جلد8 صفحہ 167)

مذہب میں سے انسانیت اور خدمت نکال دی جائے تو صرف عبادت رہ جاتی ہے اور محض عبادت کے لئے پروردگار کے پاس فرشتوں کی کمی نہیں۔ اسلام وہ پیارا مذہب ہے جس کے معنی امن وسلامتی کے ہیں۔ اسلام نے بنی نوع انسان کو یہ سبق دیا ہے کہ وہ دنیا میں امن سے رہے۔ رہنے کے لحاظ سے انسان کے سب سے قریب اس کا ہمسایہ ہوتا ہے جس سے کئی لحاظ سے واسطہ پڑتا ہے۔ ہمسائے کے حقوق کا خیال رکھنا ایسا جذبہ ہے جسے ہر مذہب وملت اور ضابطۂ اخلاق میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ اگر تمام لوگ ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھیں تو دنیا یقیناً امن کا گہوارہ بن جائے۔

خدا کا بندہ وہی ہے مری نگاہوں میں
جو ہو شمار ہر انساں کے خیر خواہوں میں

انسان انسان ہونے کی حیثیت سے ہمدردی کا مستحق ہے خواہ اس کا تعلق کسی قوم اور مذہب سے ہو۔ بلاشبہ انسانوں کے لئے انسانوں کا ایثار ہی اس دنیا کا حقیقی حسن ہے وہ لوگ واقعی بڑے باہمت، قابلِ داد اور قابلِ ستائش ہیں جو دوسروں کے کام آتے ہیں۔ جدید تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ دوسروں کی مدد کرنے والے انسانوں کا ذہنی دباؤ کم ہوتا ہے، دوسروں کا درد رکھنے والوں کے دل زیادہ صحت مند ہوتے ہیں اور ایسا انسان مختلف امراض سے محفوظ رہتا ہے۔ خدا کی رحمت کے مستحق وہی لوگ ہوتے ہیں جو اس کی مخلوق کے حق میں مہربان ہوتے ہیں۔ ایسے محبوب اور پیارے لوگ ہی کسی معاشرے کا حقیقی سرمایہ ہوتے ہیں۔

سامعین! دوسروں کو فائدہ پہنچانا اسلام کی روح اور ایمان کا تقاضہ ہے۔ ایک دوسرے کی مدد سے ہی کاروانِ انسانیت مصروف سفر رہتا اور زندگی کا قدم آگے بڑھتا ہے اگر انسان انسان کے کام نہ آتا تو دنیا کب کی ویرانہ بن چکی ہوتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤ اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی۔ ہمسائیوں سے نیک سلوک کرو اور اپنے بھائیوں سے نیک معاشرت کرو۔"

(ملفوظات جلد3 صفحہ 573)

پھر فرمایا:

"جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

(کشتی نوح صفحہ 19)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس دورِ آخرین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اُن اخلاقِ محمدیؐ کو زندہ کیا جن کو دنیا بھول چکی تھی۔ حضور علیہ السلام کے دل میں خدمت انسانیت کی بے پناہ تڑپ تھی اور یہ ہر رنگ ونسل اور مذہب وملت سے بالاتر تھی۔ حضور علیہ السلام نے شرائط بیعت میں بھی اس بات کو شامل کیا۔

شرائط بیعت میں چہارم شرط ہے۔

"یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا، نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے"۔

اور نہم شرط ہے۔

"یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”پھر مَیں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں کے لئے کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا اور اس کی خبر گیری کے لئے تیار نہیں ہوتا یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں ہے تو اتنا نہیں کرتے کہ اس کے لیے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کر لو تا کہ اسے بھی دے سکو۔ اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں۔ لیکن اس کی کچھ پروا نہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہو۔ بلکہ جو تمہارے بھائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں خواہ وہ سَو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 214-215)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جس رنگ میں اسلام نے ہمسایہ کے حقوق کو بیان کیا ہے اُس رنگ میں اور کسی مذہب نے بیان نہیں کیا۔ اسلام نے اس مسئلہ پر اتنا زور دیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل میرے پاس آیا اس نے ہمسائے کے حقوق پر اتنا زور دیا کہ میں نے سمجھا کہ وہ اُسے وارث قرار دے دے گا۔ پھر اسلام نے ہمسایہ کے حقوق کے متعلق تفصیلی احکام دئے ہیں اور انکا خیال رکھنے کی اس قدر تاکید کی ہے کہ حضرت عباسؓ کے متعلق آتا ہے کہ جب آپ گھر آتے تو پوچھتے کہ کیا ہمارے یہودی ہمسایہ کو بھی کچھ دیا ہے؟ آپ کے ہمسائے میں ایک یہودی رہتا تھا آپ اس کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ اس کو نظر انداز کرنا گناہ سمجھتے تھے۔“

(تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ 306)

ہمارے پیارے اِمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہمسایوں سے چاہے ان کو جانتے ہو یا نہیں جانتے نیک سلوک کرو۔ اس کا حکم ہے... حضرت مسیح موعودؑ نے جو ہمسائے کی تعریف کی ہے وہ اتنی وسیع ہے کہ آپ کی تعریف کے مطابق کوئی اس سے باہر رہ ہی نہیں سکتا۔ فرمایا کہ سو کوس تک یعنی سو میل تک بھی تمہارے ہمسائے ہیں۔ اس لحاظ سے تو کوئی بھی کسی احمدی سے بے فیض نہیں رہ سکتا۔“

(مشعل راہ جلد 5 حصہ سوئم صفحہ 138)

خدا کرے کہ ہم ہمسایہ کے حقوق ادا کر کے خدا کے مقرب بندوں میں شامل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(اس تقریر کی تیاری میں مکرم حافظ عبدالحمید صاحب کے ایک مضمون سے استفادہ کیا گیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء)